بیان الحکمہ
تحقیقی مجلہ-8
http://bayan-ul-hikmah.salu.edu.pk

بیان الحکمہ [تحقیقی مجلّہ]
(2022ء)

Impacts of Qirat-e-Qur'an on Qur'anic exegeses and Fiqh

قراءاتِ قرآنیہ کے تفسیر اور فقہی احکام پر اثرات

*Syed Muddasir Ali Gardazi
**Dr. Abdul Rehman Khan
***Hafsa Fatimah

Abstract: The Qur'an is the last book revealed by Allah, which was revealed to the pure heart of the Holy Prophet Hazrat Muhammad ﷺ through Jibril Amin (A.S). It is written in the form of Mushafs and has consistently reached us in which there is no room for any doubt, and it contains guidance and guidance for human beings till the Day of Judgment. Just as this ummah conveyed this Quran to its successors in the same way, its various recitations and dialects have also been conveyed to the Ummah. And the commentators and jurists have conveyed the divine message to the ummah by interpreting its verses. How different recitations and accents of the Qur'an affect its meaning and significance and how the meanings change completely? As from verse of Surah Al-Maidah narrates: (وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ)

The rules of jurisprudence change radically with the recitation of Nasab and Jar in أَرْجُلَكُمْ or from verse of Surah Al-Fajr: (الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ)
As read مثلهم instead of مثلها the meaning changes completely. This article will try to explain how different recitations of the Qur'an affect the interpretation and rules of jurisprudence.

Keywords: Recitation, meaning, ruling, tafsir, jurisprudential ruling.

*Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Kotli AJK
**Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Poonch Rawalakot, AJK
***Research Scholar, IIU,Islamabad

تعارف

قرآن مجید کی تفسیر کرنا اور اسکے معانی و مفاہیم کو کھول کر بیان کرنا ایک بہت بڑی نعمت ہے اور اس سلسلے میں قرآن مجید کی قراءات خواہ وہ متواترہ ہوں یا شاذہ وہ قرآن مجید کے معانی اور مفاہیم کو کھول کر بیان کرنے میں اہم مصدر کی حیثیت رکھتی ہیں یہی وجہ ہے کہ حضرات مفسرین نے مختلف معانی اور تفسیر بیان کرنے کے لئے مختلف قراء آت قرآنیہ کا سہارا لیا ہے اور قراء آت قرآنیہ اور تفسیر و معانی پر اسکے اثر پر بھی کلام کیا ہے۔ چنانچہ اس مقالے میں کوشش کی جائے گی کہ حضرات مفسرین، علمائے علوم قرآن کے اقوال اور حضرات فقہاء کرام کے مستدلات کی روشنی میں قراءات قرآنیہ کے بدلنے سے حکم کے بدلنے اور ان کے اثرات کو بیان کیا جائے۔ اس ضمن میں سب سے پہلے کوشش کی جائے گی کہ ابتداءً قراءت کا معنی و مفہوم جامع مانع انداز میں بیان کیا جائے اور پھر قراءات متواترہ وغیر متواترہ کی روشنی میں ان امثلہ کو بیان کیا جائے جو براہ راست فقہی احکام پر اثر انداز ہوتی ہیں اور اسکے بعد ان امثلہ کو بیان کیا جائے جن سے فقہی احکام تو نہیں بدلتے مگر تفسیری معنی و مفہوم بدل جاتے ہیں۔

اہمیت

جیسا کہ اوپر بھی بیان ہوا کہ قراءات قرآنیہ حضرات مفسرین اور فقہائے کرام اور ان کے مستدلات کا اہم موضوع ہیں اور یہ معانی قرآن پر براہ راست اثر انداز ہوتی ہیں چنانچہ اس پہلو پر گفتگو کرنا اور مختلف قراءات قرآنیہ سے ظاہر ہونے والے مختلف معانی پر بحث کرنا اپنی جگہ پر ایک بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

1۔ لفظ قراءات کی تحقیق

'قراءات'، قراءت کی جمع ہے جو قَرَأَ يَقْرَأُ قِرَاءَةً کا مصدر ہے اور اس کے معنی تلاوت کرنا اور پڑھنا کے آتے ہیں ۔[1] اور حضرات قراء کی اصطلاح میں ' علم قراءات ' کی مختلف تعریفات کی گئی ہیں چنانچہ علامہ جزری نے اس علم کی تعریف یوں بیان کی ہے۔

هو علمٌ بكيفية أداءِ كَلِمات القرْاٰن واختلافِها مَعزُوّ لِناقِله۔[2] کلماتِ قرآنِ کریم کے ردّ وبدل -اختلاف- جس کی نسبت اس کے ناقل کی طرف ہو اور اَدا کی کیفیت کے متعلق علم کا نام علم قراء ات ہے۔

بعض قرا نے علم قراءات 'کی تعریف کچھ اس طرح کی ہے۔ مَذہبٌ مِن مذاہبِ النّطق في القرآنِ، يَذہَب به إمامٌ من الأئمّة القُرّاءِ مذہباً يُخالِف غيرَهٗ في النّطقِ بالقرآن الكريم، وہِي ثابتةٌ بأسانيدہا إلىٰ رسول الله ﷺ۔[3]

قراءاتِ قرآنیہ، قرآن کریم کے نطق کے مذاہب میں ایک ایسا مذہب ہیں جن کو معروف قراء میں سے کوئی ایک قاری اختیار کرتا ہے اور اس میں وہ دوسرے قراء کے نطق کی مخالفت کرتا ہے، لیکن وہ تمام مذاہب اللہ کے رسول ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہیں۔

ان تمام تعریفات کے بعد یہ بات یاد رہے کہ قرآن مجید صرف قراءۃ متواترہ کا نام ہے اسکے علاوہ دیگر قراءۃ شاذہ اور احاد کو قرآن مجید نہیں کہا جائے گا کیونکہ قرآن مجید ہونے کے لئے دو شرائط کا ہونا ضروری ہے جنہیں علمائے تفسیر وعلوم القرآن نے اپنی کتب میں بیان کیا ہے جن میں دو شرائط بہت ضروری اور اہم ہیں۔

1۔ مکتوب فی المصاحف　　　2۔ نقل تواتر۔

قراءات شاذہ و احاد میں یہ دونوں نہیں پائی جاتیں اسلئے انہیں قرآن تو نہیں کہا جائے گا اور بعض نے عدم تلقی کی تیسری شرط کا اضافہ بھی کیا ہے البتہ چونکہ یہ قراءات بھی صحیح اسناد سے ثابت ہیں تو علماء کرام نے معانی ومفاہیم اور مسائل کے بیان میں ان قراءات سے استدلال کیا ہے بلکہ بعض اوقات ان سے بیان کردہ مسائل عوام کے حق میں بھی بہت مفید ثابت ہوتے ہیں اور بعض اوقات قراءات کی تبدیلی سے مفہوم میں ایسی تبدیلی آئے گی کہ اس سے علوم وحکم کی نئی راہیں کھلتی ہیں۔ بہر حال ہم اس بحث میں اس بات کو بیان کرنے کی کوشش کریں گے کہ کس طرح قراءات قرآنیہ کے بدلنے سے معانی بدل جاتے ہیں اور فقہاء کرام نے اس سے کیسے استدلال کیا ہے۔

اس پر جانے سے پہلے اس بات کو تھوڑا سا سمجھ لیا جائے کہ قراءات میں اختلاف سے کیا مراد ہے اور یہ اختلاف کہاں معانی پر اثر انداز ہوتا ہے؟

قراءات قرآنیہ میں اختلاف کو دیکھا جائے تو ہم اسے تین اقسام میں تقسیم کرسکتے ہیں

پہلی قسم: قراءات کے بدلنے سے معنی و مفہوم میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی اور یہ اختلاف اخفاء، اظہار، ادغام وغیرہ کا ہے

دوسری قسم: قراءات کے بدلنے سے معنی و مفہوم میں ہلکی سی تبدیلی ہوتی ہے مگر یہ تبدیلی باعث اختلاف نہیں جیسے فعل معلوم کو مجہول پڑھنا جیسے تُرْجَعُ الْأُمُورُ کو تَرْجِعُ الْأُمُورُ پڑھنا۔ یا صیغہ غائب و مخاطب کا اختلاف جیسے عَمَّا تَعْمَلُونَ کو عَمَّا يَعْمَلُونَ پڑھنا۔

تیسری قسم: قراءات کے بدلنے سے معنی و مفہوم میں بڑی تبدیلی آجاتی ہے اور یہ تبدیلی ہی باعث اختلاف ہے اور ہم اس مقالے میں اسی پر بحث کریں گے اور یہی قسم ہے جس پر فقہاء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے خصوصا آیات احکام میں یا پھر قراءت کی تبدیلی سے معنی میں ہلکی سی تبدیلی نہیں بلکہ معنی میں بڑی تبدیلی واقع ہوتی ہے جیسے کلمہ يَقُصُّ آیت إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفَاصِلِينَ[4]

میں ۔ اس لفظ یَقُصُّ کو یَقْضِ ض کے کسرہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے۔ اسی طرح لفظ یَکْذِبُونَ آیت فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ[5] میں کہ اسے یُکَذِّبُونَ بھی پڑھا گیا ہے۔ پہلے مرحلے میں کوشش کی جائے گی کہ اس اختلاف کو بیان کیا جائے جو فقہائے کرام میں اختلاف کا باعث بنا ہے اور بعض اوقات فقہاء کا مکمل مذہب بن گیا جبکہ دوسرے مرحلے میں اسے جو اختلاف آیات احکام میں نہ ہونے کی وجہ سے فقہاء کا اختلاف تو نہ بنا مگر مفسرین کا اختلاف ضرور بنا۔

قراءت میں اختلاف کا اثر اور اسکی امثلہ

جیسا کہ بیان ہوا کہ ہم اس مقالے میں صرف اس رسم کو بیان کریں گے جس کا اثر مسائل پر پڑھتا ہے چنانچہ اس سلسلے میں ہم کچھ مثالوں سے واضح کرنی کی کوشش کریں گے۔ یہاں اس بات کو بھی واضح کرتے چلیں کہ عموما یہ اختلاف قراءت متواترہ میں ہی ہے۔ قراءت شاذہ سے استدلال پر فقہاء کرام نے کافی کلام کیا ہے اور خلاصہ یہ کہ قراءت شاذہ خبر واحد کے حکم میں ہو گی۔

1۔وضو میں پاؤں کے وظیفے کا حکم

قراءت کے بدلنے سے حکم میں تبدیلی ہو جاتی ہے اور بعض اوقات فقہاء کرام کا مذہب بھی بن جاتا ہے۔

جیسا کہ وضو کے بیان میں سورۃ المائدہ کی اس آیت میں

((يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا))[6]

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منھ کو، اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھو لو اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کر لو۔

اس آیت مبارکہ میں لفظ وَأَرْجُلَكُمْ میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے اور اس کی بنیاد اس لفظ میں قراء کرام کا اختلاف ہے چنانچہ اس لفظ کو دیکھا جائے تو اسے لام کے فتحہ اور کسرہ کے ساتھ دونوں طرح پڑھا گیا ہے چنانچہ اسے امام نافع، ابن عامر اور امام حفص نے امام عاصم، امام کسائی اور امام یعقوب سے لام کے فتحہ کے ساتھ أَرْجُلَكُمْ پڑھا ہے جبکہ باقی قراء کرام نے اسے لام کے جر کے ساتھ وَأَرْجُلِكُمْ پڑھا ہے۔ [7]

یہاں اگر دیکھا جائے تو قراءت کی تبدیلی سے فقہاء کرام کا مسلک و موقف بالکل بدل گیا ہے چنانچہ اس ضمن میں علامہ نووی رح تحریر فرماتے ہیں کہ اس آیت کے ذیل میں چار مذاہب بن گئے ہیں۔ [8]

1۔ پاؤں کا وظیفہ غَسل ہے اور یہ مذہب جمہور کا ہے۔ اس کے ذیل میں امام نووی رح فرماتے ہیں کہ جمہور کا اس بات پر اتفاق ہے کہ پاؤں کا وظیفہ غَسل ہی ہے اور معتد بہ افراد میں سے اکثر نے اس کی مخالفت نہیں کی ہے۔ [9]

2۔ پاؤں کا وظیفہ مسح ہے اور امام نووی نے اس موقف کی نسبت شیعہ کی طرف کی ہے۔ [10]

3۔ مکلف آدمی کو غسل و مسح میں اختیار ہے جو چاہے کرے۔ اور امام نووی نے اس موقف کی نسبت امام طبری اور معتزلہ میں ابو علی الجبائی اور داؤد ظاہری کی طرف کی ہے۔ [11]

4۔ مکلف پر غَسل و مسح کو جمع کرنا لازم ہے اور امام نووی نے اس موقف کی نسبت بغیر کسی تحدید و تصریح کے بعض اہل ظاہر کی طرف کی ہے۔ [12]

اس آیت اور اس کے ذیل سے یہ بات بخوبی معلوم ہوئی کہ قراءات قرآنیہ ترجمہ و تفسیر قرآن پر اثر انداز ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے فقہاء کا بھی اختلاف پیدا ہوتا ہے جیسا کی اس قراءت سے معلوم ہوا کہ اس سے چار مذاہب و چار مختلف موقف سامنے آئے۔

2۔ حالت حیض سے پاکی کے بعد زوجہ سے ازدواجی تعلقات کا حکم:

حالت حیض سے پاکی کے بعد زوجہ سے ازدواجی تعلقات قائم کرنے کے لئے غسل ضروری ہے کہ نہیں اس ضمن میں سورۃ البقرہ میں اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

((وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ))[13]

ترجمہ: آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہہ دیجیئے کہ وہ گندگی ہے، حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ، ہاں جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے۔

اس آیت کے ذیل میں حَتَّى يَطْهُرْنَ میں قراء کرام سے مختلف قراءات مشہور ہیں جو کہ فقہی مسائل کا سبب ہیں۔

چنانچہ اس میں دو قراءتیں مشہور ہیں[14]

ایک حَتَّى يَطَّهَّرْنَ طاء کی فتحہ اور ہاء کی تشدید کے ساتھ اور یہ قراءت امام حمزہ، کسائی اور امام عاصم کی ہے ۔

دوسری حَتَّى يَطْهُرْنَ بالتخفیف یعنی طاء کے سکون اور ہاء کے ضمہ کے ساتھ اور یہ بقیہ قراء کی قراءت ہے۔ [15] چنانچہ اس آیت کے ذیل میں تین مذاہب ہیں۔

1۔ غسل یا تیمم اگر احتیاج ہو- ضروری ہے۔ اور جمہور فقہاء کرام کا مذہب یہی ہے جن میں حضرت امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رح شامل ہیں۔ آپ حضرات نے قراءت تخفیف سے استدلال کیا ہے۔[16]

2۔ بعض صورتوں میں غسل ضروری ہے اور بعض میں نہیں۔ اور یہ احناف کا مذہب ہے۔ اس سلسلے میں حضرت امام اعظم رح کا تفصیلی موقف ہے کہ انقطاع دم معمول کے مطابق ہوا ہے یا نہیں یا دس دن کے بعد ہوا ہے کہ نہیں وغیرہ اس تفصیل میں ہم نہیں جائیں گے بس اتنا ضرور بیان کریں گے کہ آپ نے قراءات تشدید و تخفیف دونوں میں تطبیق کی ہے کہ بعض میں تشدید کے ساتھ غسل کو ضروری قرار دیا ہے جبکہ بعض میں تخفیف کے ساتھ غسل کو ضروری نہیں بلکہ ایک نماز کا وقت گزر جانے کی تحدید بھی کی ہے۔[17]

3۔ غسل ضروری نہیں بلکہ افعال تطہر میں سے کسی ایک فعل کے بعد جائز ہے۔ افعال تطہر یعنی وضو، غسل، استنجا یا تیمم وغیرہ۔ اور یہ اہل ظاہر کا مذہب ہے۔ اور ابن حزم ظاہری نے اسکی نسبت عطاء، طاؤس اور مجاہد رح کی طرف بھی کی ہے[18]

اس آیت سے بھی یہ بات واضح ہوئی کہ قراءت کے بدلنے سے آیت کا معنی ہی بدل گیا اور با قاعدہ فقہاء کا مذہب بن گیا۔

3۔ مس مراۃ سے وضو کا حکم:

کسی بھی عورت کو چھو لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے کہ نہیں اس بارے میں قرآن مجید میں اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

((يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ))[19]

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منہ کو، اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھو لو اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھو لو، اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کرلو، ہاں اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی حاجت ضروری سے فارغ ہو کر آیا ہو، یا تم عورتوں سے ملے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمم کرلو، اسے اپنے چہروں پر اور ہاتھوں پر مل لو اللہ تعالیٰ تم پر کسی قسم کی تنگی ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ اس کا ارادہ تمہیں پاک کرنے کا اور تمہیں اپنی بھرپور نعمت دینے کا ہے، تاکہ تم شکر ادا کرتے رہو۔

اسی طرح سورۃ النساء میں ارشاد ہے:

((يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّى تَغْتَسِلُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا))[20]

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم نشے میں مست ہو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ، جب تک کہ اپنی بات کو سمجھنے نہ لگو اور جنابت کی حالت میں جب تک کہ غسل نہ کرلو، ہاں اگر راہ چلتے گزر جانے والے ہو تو اور بات ہے اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی کا قصد کرو اور اپنے منہ اور اپنے ہاتھ مل لو۔ بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا، بخشنے والا ہے۔

اس آیت کے ذیل میں کلمہ لَامَسْتُمُ میں قراء کرام سے مختلف قراءات مشہور ہیں جو کہ فقہی مسائل کا سبب ہیں۔

پہلی قراءت: لَمَسْتُمْ لمس سے بغیر الف کے یہ قراءت حمزہ اور امام کسائی رح کی ہے

دوسری قراءت: لامَسْتُمُ ملامسہ سے الف کے ساتھ اور یہ قراءت باقی قراء کرام کی ہے۔ [21]

یہاں اگر دیکھا جائے تو قراءت کی تبدیلی سے فقہاء کرام کا مسلک و موقف بالکل بدل گیا ہے چنانچہ اس ضمن میں اس آیت کے ذیل میں اس لفظ کی قراءت کی تبدیلی سے چار مذاہب بن گئے ہیں۔

1۔ مس مراۃ ناقض وضو نہیں ہے اور یہ مذہب احناف کا ہے۔ اور انھوں نے پہلی قراءت سے استدلال کیا ہے

2۔ مس مراۃ اگر شہوت کے ساتھ یا بالارادہ ہو تو ناقض وضو ہے وگرنہ نہیں اور یہ مذہب جمہور مالکیہ کا ہے۔ اور ان کا مستدل بھی پہلی قراءت ہی ہے۔ [22]

3۔ مس مراۃ اجنبیہ مطلقا ناقض وضو ہے اور یہ مذہب حضرات شوافع کا ہے اور یہی اہل ظاہر کا بھی ہے ۔[23]،[24]

اور ان کا مستدل دوسری قراءت ہے

4۔ مس مراۃ اگر شہوت کے ساتھ ہو تو ناقض وضو ہے وگرنہ نہیں اور بعض کے مطابق انکا موقف حضرات شوافع کا ہے۔ [25]اور ان کا مستدل قراءت اول ہی ہے۔

اس آیت اور اس کے ذیل سے یہ بات بخوبی معلوم ہوئی کہ قراءات قرآنیہ ترجمہ و تفسیر قرآن پر اثر انداز ہوتی ہیں اور اس کی وجہ سے فقہاء کا بھی اختلاف پیدا ہوتا ہے جیسا کی اس قراءت سے معلوم ہوا کہ اس سے چار مذاہب و چار مختلف موقف سامنے آئے۔

4۔ کفارہ یمین کا بیان:

ایک شخص قسم کھا کر توڑ لیتا ہے تو اس ضمن میں اسے کیا کرنا ہے اس بارے قرآن مجید میں اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

((لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذَلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ))[26] اللہ تعالیٰ تمہاری قسموں میں لغو قسم پر تم سے مؤاخذہ نہیں فرماتا لیکن مؤاخذہ اس پر فرماتا ہے کہ تم جن قسموں کو مضبوط کر دو۔ اس کا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا دینا ہے اوسط درجے کا جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑا دینا یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہے اور جس کو مقدور نہ ہو تو تین دن کے روزے ہیں یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب کہ تم قسم کھالو اور اپنی قسموں کا خیال رکھو! اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے اپنے احکام بیان فرماتا ہے تا کہ تم شکر کرو۔

ایسا شخص جس نے قسم کھا کر توڑ لی تو اس کے بارے میں اس آیت میں اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا انہیں کپڑے پہنائے یا غلام آزاد کرے مگر کوئی ایسا شخص جو اس کی طاقت نہیں رکھتا تو اسکے لئے حکم یہ ہے کہ وہ تین دن کے روزے رکھے۔

اب یہاں فقہاء کرام کا اختلاف پیدا ہو گیا ہے کہ آیا یہ روزے پے در پے اور لگا تار رکھنے ہیں یا نہیں۔ لگا تار رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اسکی وجہ اس آیت کے کلمہ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ میں قراءت کا اختلاف ہے۔

چنانچہ اس سلسلے میں حضرات قراء کرام سے دو قرائتیں مشہور ہیں

اول: ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مُتَتَابِعَاتٍ لفظ متتابعات کی زیادتی کے ساتھ اور یہ قراءت حضرت ابی ابن کعب اور عبد اللہ ابن مسعود رض سے منقول ہے۔[27] یاد رہے کہ یہ قراءت شاذہ ہے۔

دوم: ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ لفظ متتابعات کی زیادتی اور اضافے کے بغیر۔ اور یہ قراءت متواتر اور جمہور کی قراءت ہے۔

چنانچہ اگر اس آیت میں بھی غور کیا جائے تو اس مسئلے میں قراءت کی تبدیلی سے فقہاء کرام کا مسلک و موقف بالکل بدل گیا ہے چنانچہ اس ضمن میں اس آیت کے ذیل میں اس لفظ کی قراءت کی تبدیلی سے دو مذاہب بن گئے ہیں۔

1۔ کفارہ یمین میں روزے کے کفارے کے لئے تتابع ضروری ہے۔ یہ حضرات حنفیہ، امام مالکؒ سے منسوب ایک قول اور بعض حنابلہ کا مذہب ہے۔ [28]

2۔ کفارہ یمین میں روزے کے کفارے کے لئے تتابع ضروری نہیں ہے اور حضرات شوافع، مالکیہ اور جمہور حنابلہ کا یہی مذہب ہے۔ [29]

ہم اس بحث میں نہیں جائیں گے کہ ان کے دلائل کیا کیا ہیں اور درست ہیں یا نہیں اور کس کی دلیل قوی ہے اور فتویٰ کس کے قول پر ہے یہ بیان کرنا ہمارا موضوع بحث ہی نہیں ہے بلکہ صرف اپنے مستدل پر ہی بات کریں گے چنانچہ اس سے معلوم ہوا کہ قراءت کی تبدیلی سے حکم بدل گیا ہے۔ اور یہ تبدیلی ترجمہ و تفسیر قرآن پر اثر انداز ہوتی ہیں اور اس کی وجہ سے فقہاء کا بھی اختلاف پیدا ہوتا ہے جیسا کی اس قراءت سے معلوم ہوا کہ اس سے دو مذاہب و مختلف موقف سامنے آئے ہیں۔

یہاں تک تو ان امثلہ کا بیان ہے جو حضرات فقہائے کرام کے اختلاف کا باعث بنیں اب ہم کوشش کریں گے کہ اس کے علاوہ بھی کچھ امثلہ کو بیان کریں جن کا تعلق براہ راست احکام سے نہیں ہے مگر انکی تبدیلی سے معنی میں واضح اور بڑی تبدیلی واقع ہوتی ہے۔

سورۃ الانعام میں ارشاد باری تعالی ہے:

((إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفَاصِلِينَ))[30] اللہ کے سوا اور کسی کا حکم نہیں ہے، وہ حق بیان کرتا ہے، اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ اس آیت کے ذیل میں لفظ یَقُصُّ کے بارے میں دو قراءات مشہور ہیں۔

امام نافع مدنی، امام عاصم کوفی اور امام ابن کثیر رح نے اسے یَقُصُّ صاد کے ساتھ -قصص سے- پڑھا ہے ۔ جبکہ باقی قراء کرام نے اسے یَقْضِ ضاد کے ساتھ -قضیٰ سے- پڑھا ہے۔ جیسا کہ مصحف میں بھی لکھا ہوا ہے۔[31]

اب ہر دو قراءت کے حساب سے دیکھا جائے تو آیت کا معنی بالکل بدل جاتا ہے چنانچہ آئمہ حرمین (امام نافع ،امام ابن کثیر) کی قراءت کو لیا جائے تو آیت کا معنی ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ جو بھی غائب کی خبر دیتا ہے یا جو قصہ بیان کرتا ہے یا جس حکم کے بارے میں بتاتا ہے وہ حق اور سچ ہوتا ہے اور ان کا مستدل سورۃ یوسف کی آیت مبارکہ ہے جس میں اللہ جل شانہ فرمارہے ہیں: نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ۔ اس آیت مبارکہ میں جیسے اللہ جل شانہ نے لفظ نَقُصُّ استعمال فرمایاہے تو یہاں بھی لفظ یَقُصُّ کا استعمال ہی درست بنتا ہے جبکہ اسی آیت مبارکہ کو دوسرے قراء کرام کی قراءت کے ساتھ پڑھیں تو اس کا مفہوم ہو گا اللہ جل شانہ کا ہر فیصلہ حق پر مبنی ہوتا ہے اور وہ جو بھی فیصلہ کرتا ہے وہ حق وسچ کے ساتھ کرتا ہے یا جو چیز بھی اس نے بنائی ہے وہ حق اور سچ ہے یعنی يَقْضِ الْقَضَاءَ الْحَقَّ يا يَصْنَعُ الْحَقَّ، لِأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ صَنَعَهُ اللہ فَهُوَ حَقٌّ پہلی صورت میں لفظ حق مصدر محذوف کی صفت ہو گا جبکہ دوسری صورت میں لفظ حق لفظ قضیٰ کا مفعول بہ ہو گا اور ان حضرات کا کہنا یہ ہے کہ یہ اصلا یقضی تھا اور یا التقائے ساکنین کی وجہ سے ساقط ہو گئی ہے اور ان کا مستدل قرآن مجید کی آیت مبارکہ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ[32] اور فَما تُغْنِ النُّذُرُ[33] ہیں کہ سندع اصل میں سندعو تھا تو واؤ التقائے ساکنین کی وجہ سے ساقط ہو گیا اور تغن اصل میں تغنی تھا تو یاء التقائے ساکنین کی وجہ سے ساقط ہو گئی ۔[34]

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کیسے ایک قراءت کے بدلنے سے معنی میں بہت بڑی تبدیلی آتی ہے اور یہ معنی پہلے معنی سے بالکل مختلف بھی ہوتا ہے۔

اسی طرح ہم اگر ایک اور مثال کو دیکھیں تو سورۃ البقرۃ کے آغاز میں اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

((فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ))[35] ان کے دلوں میں بیماری ہے پھر اللہ نے اِن کی بیماری بڑھا دی، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے اس لیے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

اس آیت مبارکہ کے آخر میں لفظ یکذبون میں حضرات قراء کرام کا اختلاف ہے اور یہی اختلاف معنی کی بہت بڑی تبدیلی کا باعث بھی بنتا ہے چنانچہ اس لفظ میں قراء کرام سے دو قراءتیں مشہور ہیں۔

امام نافع مدنی، امام حمزہ کوفی، امام کسائی اور امام خلف رح نے اسے یَکْذِبُونَ یاء کی فتحہ اور ذال تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے اور مصحف میں بھی ایسا ہی لکھا جاتا ہے۔ جبکہ جمہور نے اسے یُکَذِّبُونَ یا کے ضمہ اور ذال کی تشدید کے ساتھ پڑھا ہے۔[36] اس آیت میں بھی اگر غور کیا جائے تو قراءت کی تبدیلی سے معنی میں بہت بڑی تبدیلی آتی ہے چنانچہ اگر جمہور کی قراءت کو لیا جائے تو آیت کا معنی ہو گا انکے لئے ان کے جھوٹ بولنے کے سبب سخت دردناک عذاب ہو گا اور وہ منافقین جناب نبی اکرم ﷺ سے جھوٹ بول رہے تھے کہ وہ ایمان لے آئے ہیں حالانکہ وہ ایمان نہیں لائے تھا یا جیسا کہ اوپر آیت کے ذیل میں ترجمہ کیا گیا ہے ایسا ترجمہ ہو گا اسلئے کہ یَکْذِبُونَ یاء کی فتحہ اور ذال تخفیف کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کا معنی ہوتا ہے جھوٹ بولنا اور وہ منافقین جناب نبی اکرم ﷺ سے صراحتا جھوٹ بورہے تھے کیونکہ وہ کفار سے ملے ہوئے تھے یا جیسا کہ وہ کہتے تھے کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں ہم تو فساد کرنے والے نہیں ہیں۔ مگر جب اسی لفظ کو جمہور کی قراءت کے تناظر میں دیکھتے ہیں تو اس کے معنی بدل

جاتے ہیں اور وہ ہیں کہ "ان کے دلوں میں بیماری ہے پھر اللہ نے اِن کی بیماری بڑھادی، اور انُ کے لیے دردناک عذاب ہے اس لیے کہ وہ جھٹلاتے تھے" یعنی انھیں جناب نبی اکرم ﷺ اور آپکی وحی یعنی قرآن مجید کو جھٹلانے کی وجہ سے دردناک عذاب ہو گا۔ اس مثال سے بھی بالکل واضح ہوا کہ قراءت کے بدلنے سے معنی میں واضح تبدیلی بھی آتی ہے۔ اسی طرح ایک اور مثال کو اگر دیکھیں تو یہیں سورۃ البقرۃ میں اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

(وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ)[37] اور اگر دیکھ لیں یہ ظالم اس وقت کو جب کہ دیکھیں گے عذاب کہ قوت ساری اللہ ہی کے لئے ہے اور یہ کہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔ [38] اس آیت کے ذیل میں بھی دیکھا جائے تو لفظ یریٰ میں حضرات قراء کرام کے مختلف اقوال ہیں اور اس بارے دو قراءات مشہور ہیں۔

اہل مکہ، اہل کوفہ اور ابو عمرو رح نے اسے یَرَی یاء کے ساتھ پڑھا ہے اور جمہور کی بھی یہی روایت ہے اور مصاحف میں بھی ایسا ہی لکھا جاتا ہے۔ [39] جبکہ امام نافع مدنی اور ابن عُمر اور امام یعقوب رح نے تریٰ تاء کے ساتھ اسکی قراءت کی ہے۔ [40] اب اگر دونوں قراءتوں کو دیکھا جائے تو ہر ایک کے اعتبار سے آیت کا معنی دوسرے معنی سے بہت مختلف ہے مثلاً جب ہم دوسری قراءت کو دیکھیں تو اس صورت میں تریٰ کا مخاطب جناب نبی اکرم ﷺ ہیں اور الَّذِينَ ظَلَمُوا مفعول ہو گا اور معنی ہو گا کہ اے نبی ﷺ اگر آپ ان ظالم لوگوں کو دیکھ لیں کہ جب یہ کافر لوگ اللہ کے عذاب کو دیکھیں گے کہ سارازور تو اللہ کا ہی ہے اور اللہ کا عذاب تو سخت ہے [41] یا یہ خطاب عمومی ہے اور اس سے کوئی بھی عام آدمی مراد ہو سکتا ہے جو اس کلام کو سن رہا ہے اور اس صورت میں بھی الَّذِينَ ظَلَمُوا مفعول ہو گا اور معنی ہو گا کہ اے مخاطب تو اگر ان ظالموں کو دیکھ لے کہ جب کافر لوگ اللہ کے عذاب کو دیکھیں گے کہ سارازور تو اللہ ہی کا ہے اور بیشک اس کا عذاب سخت ہے [42] اور اگر ہم پہلی قراءت کو لیں جیسا کہ جمہور کا قول ہے تو اس

صورت میں الَّذِینَ ظَلَمُوا فاعل ہو جائے گا یریٰ کا اور معنی یوں ہو گا اور اگر دیکھ لیں یہ ظالم لوگ اس وقت کو جب کہ دیکھیں گے اللہ کا عذاب کہ قوت ساری اللہ ہی کے لئے ہے اور یہ کہ اللہ کا عذاب سخت ہے[43] جیسا کہ آیت کے ذیل میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس آیت مبارکہ سے بھی ہمیں معلوم ہوا کہ کیسے ایک آیت میں قراءت کی تبدیلی سے معنی میں تبدیلی آئی ۔ البتہ اس ضمن میں اس بات کا لحاظ رہے کہ یہ قراءات میں اختلاف اور اس کی وجہ سے معنی و مفہوم کی تبدیلی تنوع و توسع کی علامت ہے اور اس کی وجہ سے معنی میں بھی جو تبدیلی آتی ہے وہ تبدیلی بھی قرآن مجید کے عمومی معنی کے مخالف نہیں ہوتی اور نہ اس سے معنی میں کوئی تناقض یا تنافر آتا ہے جیسا کہ اوپر بیان کی گئی مثالوں سے بھی واضح ہو رہا ہے لہذا اس سے یہ قطعا نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ ایک قراءت سے قرآن مجید کے ایک تو دوسری سے قرآن مجید کے دوسرے معنی کی تصدیق و تائید ہی ہوتی ہے اور اس سے معنی و مفہوم میں نکھار پیدا ہوتا ہے اور یہی تو قرآن مجید کا اعجاز ہے۔

نتائج

اس ساری بحث کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ

- اسم القرآن کا اطلاق صرف قراءات متواترہ پر ہی ہو گا۔
- قرآن مجید ہی تمام ادلہ شرعیہ کا منبع و مآخذ ہے۔
- قراءات متواترہ کے ذیل میں حضرات فقہاء کرام کا اختلاف اختلافِ تنوع ہے نہ کہ اختلافِ تضاد۔
- فقہاء کرام میں سے کسی ایک نے بھی قراءات متواترہ کا انکار نہیں کیا ہاں البتہ کہیں کوئی قراءت کسی فقیہہ کا مستدل نہیں تو انھوں نے اسکی کوئی نہ کوئی توجیہہ و تاویل کی ہے۔

- حضرات فقہاء کرام نے قراءت شاذہ سے بھی استدلال کیا ہے۔ مگر سب کا اس پر اتفاق ہے کہ قراءت شاذہ کا درجہ خبر واحد کا ہی ہے۔
- قراءت کی تبدیلی آیت کی تفسیر اور اس کے حکم اور فقیہہ کے موقف پر اثرانداز ہوتی ہے اور یہ تنوع کی علامت ہے۔
- قرآن مجید کی مختلف قراءات کے جہاں دیگر فوائد ہیں وہیں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کی وجہ سے بہت لغتِ عرب کی حفاظت بھی ہوئی ہے اور ان قراءات کی وجہ سے عربی لغت کا ایک بڑا ذخیرہ محفوظ ہوا ہے۔
- یہ قراءات قرآنیہ جیسے اعجاز قرآن پر دال ہیں ایسے ہی یہ حقانیت قرآن پر بھی دلالت کرتی ہیں کہ قراءات کی تبدیلی سے معنی میں تبدیلی تو آتی ہے مگر ایسی تبدیلی نہیں جو تضاد کا باعث ہو بیسیوں مثالوں کے باوجود کوئی بھی قراءت یا کوئی بھی معنی دوسرے کے متضاد یا متناقض نہیں۔

حوالہ جات

[1]:ابن منظور، لسان العرب،مادہ قرا

[2]:ابن الجزري، منجد المقرئين ومرشد الطالبين، دار صادر بيروت، صفحہ 3۔

[3]:الزرقاني، مناهل العرفان، دار العلم بيروت 2005،2/336

[4]:الانعام:57

[5]:البقرة: 10

[6]: المائدة:6

[7]:فَقَرَأَ ابْنُ كَثِيرٍ وَحَمْزَةُ وَأَبُو عَمْرٍو وَعَاصِمٌ فِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ عَنْهُ بِالْجَرِّ، وَقَرَأَ نَافِعٌ وَابْنُ عَامِرٍ وَعَاصِمٌ فِي رِوَايَةِ حَفْصٍ عَنْهُ بِالنَّصْبِ (مفاتيح الغيب للرازي دار إحياء التراث العربي-بيروت، الطبعة: الثالثة - 1420ه،ج 11، ص 305۔

[8]: النووي، محيي الدين يحيى بن شرف، المجموع شرح المهذب ((مع تكملة السبكي والمطيعي))، دار الفكر، 1/417۔

[9]: النووي، المجموع شرح المهذب (مع تكملة السبكي والمطيعي) ، دار الفكر، 1/417۔

[10]: النووي، المجموع شرح المهذب، دار الفكر، 1/417۔

[11]: النووي، المجموع شرح المهذب، دار الفكر، 1/417۔

[12]:حوالہ سابقہ

[13]:البقرة: 222

[14]: محمد بن محمد بن يوسف، النشر في القراءات العشر لابن الجزري، تحقيق: علي محمد الضباع، دار الكتب العلمية، بيروت 2/227۔

[15]:محمد بن محمد بن يوسف، النشر في القراءات العشر لابن الجزري،2/227۔

[16]:ابن رشد، أبو الوليد محمد بن أحمد بن محمد بن أحمد بن رشد القرطبي الشهير الحفيد، بداية المجتهد ونهاية المقتصد، 1 الناشر: دار الحديث-القاهرة، /557-560۔

[17]:بحوالہ،ابن الھمام، کمال الدین محمد بن عبد الواحد السیواسي، فتح القدیر، الناشر: دار الفکر، 1/167-170۔

[18]:الظاهري، أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي القرطبي، المحلى بالآثار، الناشر: دار الفكر-بيروت، 1/391-92۔

[19]:المائدة: 6

[20]:النساء:43

[21]:الرازی، أبو عبد الله محمد بن عمر بن، مفاتیح الغیب، دار إحیاء التراث العربي بیروت، 10/89

[22]:ابن رشد، بدایۃ المجتہد 1/44

[23]:النووی، المجموع 2/30

[24]:المحلی 1/244۔

[25]:ابن قدامة المقدسي، أبو محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة الجماعيلي المقدسي، المغني، الناشر: مكتبة القاهرة، 1/105-109

[26]:المائدة: 89

[27]:الرازی، مفاتیح الغیب 12/422

[28]:ابن ہمام، فتح القدیر 5/81۔

[29]:حوالہ سابقہ

[30]:الانعام:57

[31]:الرازی، مفاتیح الغیب، دار إحیاء التراث العربي بیروت، 1409، 13/9۔

[32]:العلق:18۔

[33]:القمر:5

[34]:الرازی، مفاتیح الغیب، 13/9۔

[35]:البقرۃ 10

[36]:ابن عاشور، محمد بن طاہر، التحریر والتنویر، دار التونسیہ تیونس1984، 1/278۔

[37]: البقرۃ: 165

[38]:عثمانی، مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، 2008، 1/408۔

[39]:ابن عاشور۔ التحریر والتنویر، 2/93

[40]:الرازی، مفاتیح الغیب، 4/178

[41]:الرازی، مفاتیح الغیب، 4/178

[42]:ابن عاشور۔ التحریر والتنویر، 2/93

[43]:الرازی، مفاتیح الغیب، 4/178